ہندوستان بھر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کرنیوالا واحد اور اکیلا اخبار

قادیان دارالامان سے ۳/۱۷ کو شایع ہوتا ہے

مقاصد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت بیان کرنا۔

(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا۔

(۳) الزامات کی گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلائل عقلی نقلی دُور کرنا۔

(۴) حضرت باوا نانکؒ کی تعلیم کو نانک پنتھیوں میں پہنچا کر انہیں اسلام کی دعوت دینا۔

(۵) تاج برطانیہ کی خیر خواہی

نور

یہدی اللہ لنورہٖ من یشاء

نُور

نُور

ضوابط

(۱) عوام سے سالانہ دُو روپے ششماہی ایک روپیہ چار آنہ

(۲) امرائے عظام سے امتیازی قیمت پانچ روپیہ (صہ/)

علاوہ اس کے جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا۔ اور ایسے حضرات کے اسمائے گرامی سرپرستاران اخبار کی فہرست میں درج ہوں گے

جلد ۶ | ایڈیٹر محمد یُوسف سابق سورن سنگھ ودوان | نمبر ۲۰

ایڈیٹر نور کی جدید قابل دید تصنیف

جس کی خوبی کو دیکھکر ایک معزز سکھ سردار نے تین سو کاپیاں خریدیں

"آریہ دھرم کا پول"

یہ وہ قابل قدر لیکچر ہے۔ جو ۷۔ مئی ۱۹۱۱ء کو حضرت خلیفۃ ثانی سلمہ اللہ تعالیٰ کی زیر صدارت بٹالہ میں دیا گیا تھا۔ اور اوائل ۱۹۱۹ء میں حاضرین جلسہ کی فرمائش پر چھپوایا گیا تھا۔ پہلا ایڈیشن تو ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگیا اب اس کا دوسرا ایڈیشن مناسب اصلاح کے بعد چھاپا گیا ہے یہ رسالہ کیا ہے۔ ستیارتھ پرکاش چار ویدوں غرضکہ آریہ سماج کی کل مسلمہ ومعتبرہ کتب کا ایک آئینہ یا ہو بہو فوٹو ہے۔ اب اس کی خوبی اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ایک معزز و مکرم سردار نے اس قابل قدر رسالہ کو ملاحظہ فرما کر تین صد کاپیاں دفتر نور سے خرید فرما کر اپنے دوستوں میں بطور تحفہ کے مفت تقسیم کیں۔ بہی خواہان نور کی توجہ بھی اس ضروری اور قابل قدر ٹریکٹ کی طرف خصوصیت سے درکار ہے۔ اگر بہی خواہان ملّت ایسے مفید ترین ٹریکٹ کو دفتر نور سے خرید کر آریہ دوستوں میں مفت تقسیم کریں۔ تو یہ یک کرشمہ دو کار ہوں گے۔ آریوں اور سکھوں میں مفت تقسیم ٹریکٹوں کی وجہ سے نور کا فنڈ مقروض ہے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ ایسا مفید ترین ٹریکٹ زیادہ تعداد میں دفتر نور سے خرید فرما کر آریہ دوستوں میں مفت تقسیم کریں جس سے اس اڑے وقت میں ایک خادم اسلام اور مجاہد بھائی کی اعانت ہو جائیگی اور آریوں میں تبلیغ اسلام بھی۔ دوست ضرور ایسے مفید ترین رسالہ کو آریہ دوستوں میں مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

قیمت صرف ۱۰/ زیادہ خریدنے والوں سے صرف ۸/

منیجر اخبار "نور" قادیان۔ (ضلع گورداسپور)

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف نے قادیاں سے شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نور کے متعلق اپنے بیگانے کیا کہتے ہیں؟

ایسے مہتم بالشان پرچہ کی اعانت کرنا گویا اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے۔ اگر آپ نور کے خریدار نہیں۔ تو خریداری کی جلد درخواست بھیجیے! اور اگر آپ خریدار ہیں۔ تو جلد نور کے لئے ایک ایک دو دو خریدار دیکر خادم اسلام کا ہاتھ بٹائیں۔

نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے پیارے اسلام کی بجاآوری خدمت پر کمربستہ ہے۔ وہ نور کے ناظرین سے پوشیدہ نہیں ہوگا۔ آج یہ ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ جس تن دہی اور جان فروشی سے نور سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کا کام کر رہا ہے۔ آج اس کی نظیر تمام ہندوستان میں نہیں پاؤ گے۔ یہ میں ہی نہیں کہتا۔ بلکہ آج اپنے اور بیگانے سب پکار پکار کر اس امر کا اعلان کر رہے ہیں۔ ان سینکڑوں خطوط اور ریویوز میں سے صرف چند ایک درج ذیل کئے جاتے ہیں؂

معزز ہمعصر بدر اپنے ۱۷ اکتوبر ۱۲ سنہ ع کے پرچہ میں لکھتا ہے۔ کہ مخزن میں خواجہ دل محمد صاحب نے باوا نانک جی کے متعلق جو ایک بسیط آرٹیکل لکھا تھا۔ وہ انشاء پردازی کے لحاظ سے ممکن ہے۔ کہ بہت ہی قابل تعریف ہو۔ لیکن حق یہ ہے۔ کہ ایسے خدارسیدہ آدمی کے متعلق یہ لکھنا کہ باوا صاحب نہ ہندو تھے نہ مسلمان۔ بلکہ وہ مذہب و ملت کی قیود سے آزاد تھے۔ باوا صاحب کی توصیف نہیں۔ بلکہ مذمت ہے۔ اور ضرور تھا۔ کہ باوا صاحب کے حالات سے اور سکھوں کے متعلق تمام لٹریچر سے پوری طرح ماہر اس مضمون پر مناسب ریمارکس دیتے۔ ہم بہت خوش ہیں۔ کہ اس کام کو اس کے اہل ہمارے معزز ہمعصر ایڈیٹر نور صاحب نے سرانجام دیا ہے۔ اور بہت عمدگی کے ساتھ باوا صاحب کے مستند اقوال سے جناب خواجہ صاحب کی غلطی کو ان پر ظاہر کیا ہے۔ باوا صاحب پر سہو لغزش کے پردہ میں جو الزام لگایا گیا ہے۔ اُسے اس خوبی سے دور کیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ باوا صاحب کی روح بھی خوش ہو کر ہمارے نوجوان ندوان کے حق میں دعائے خیر کر رہی ہوگی۔ یہ مضمون اخبار نور کے ۲۵۔ اکتوبر کے پرچہ میں شائع ہؤا ہے۔ اور اگرچہ نور کا ہر ایک پرچہ محنت سے لکھا ہؤا مفید معلومات کا مجموعہ ہوتا ہے۔ مگر یہ پرچہ خصوصیت سے پڑھنے کے لائق ہے۔ تعجب نہیں۔ کہ خود خواجہ صاحب کا دل بھی اس کے پڑھنے سے خوش ہو کر ایڈیٹر کی لیاقت اور راست گوئی کی داد دے۔ اور اپنے خیالات میں اصلاح کرے؂

معزز ہمعصر پیسہ اخبار لکھتا ہے۔ کہ ماہ جولائی کے رسالہ مخزن لاہور میں خواجہ دل محمد صاحب ایم۔ اے پروفیسر اسلامیہ کالج کا جو مضمون حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ بانی فرقہ خالصہ کے متعلق شائع ہؤا تھا۔ اس میں ایک فقرہ خواجہ صاحب نے یہ بھی تحریر فرمایا تھا۔ کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ قیود مذہب سے آزاد تھے۔ اس فقرہ سے چونکہ بعض غلط فہمیاں پیدا ہونے کا احتمال تھا۔ اس لئے شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے جو اپنے عقیدہ میں باوا صاحب کے صحیح منشاء کو پہچان کر سکھوں کے موجودہ عقیدہ سے دست بردار ہو کر مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ اور اپنے ۱۵۔ اکتوبر کے پرچہ میں ۱۲ صفحہ کا ایک بسیط مضمون اس معاملہ پر شائع کیا ہے۔ اور نہایت متین اور محققانہ طریق سے شری گرنتھ صاحب اور جنم ساکھی کلاں کے مستند حوالجات کی بناء پر خود باوا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال سے ہی یہ ثابت کر دکھلایا ہے۔ کہ وہ فی الحقیقت مسلمان تھے۔ قرآن مجید کی مقدس تعلیم کو نہایت عزیز رکھتے اور عقائد اسلامیہ کا وعظ فرماتے رہتے؂

معزز ہمعصر الحق لکھتا ہے۔ کہ معزز ہمعصر ایڈیٹر صاحب نور نے ۱۵۔ ماہ حال کے پرچے میں خواجہ دل محمد صاحب ایم۔ اے۔ متعلم لندن کے مضمون مندرجہ مخزن کا جس میں ایم۔ اے خواجہ نے ایک رسمی بناء پر باوا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنے محدود خیالات کا اظہار کر کے یہ رائے لکھ ماری تھی۔ کہ باوا نانک مذہب و ملت کی قیود سے پاک تھا جواب مدلل بر بناء واقعات صحیحہ و روایات مرجحہ و اقوال صادقہ نہایت شرح وبسط کے ساتھ دیگر براہین قاطعہ و دلائل ساطعہ سے ثابت کر دکھایا ہے۔ کہ عالی جناب باوا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرد کامل باخدا اور پابند مذہب سچے مسلمان تھے۔ اور اس خانقاہ صفت "باسلمان اللہ اللہ با برہمن رام رام" سے وہ پاک تھے۔ ایسے باخدا انسان راستباز حق گو کو لامذہب ظاہر کرنا ہمارے خیال میں یہ ایک اخلاقی توہین ہے۔ اور جناب باوا نانک صاحب کی ہتک اور ان کی معزز قوم کی تضحیک۔ ہر دلعزیز ہونا بجز ایک منافق انسان کے دوسرے شخص کا کام نہیں۔ ایڈیٹر صاحب "نور" سلمہ کی قلم میں اپنے بھائی سکھوں کی سچی خدمت گذاری کا وفاداری کے ساتھ پورا جوش ہے۔ ہمارے خیال میں یہ مضمون "نور" سے ایک ٹریکٹ کی صورت میں گورمکھی حروف میں شائع ہونا چاہیئے۔ اس ڈیفنس کا اجر اعظم شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کو خداوند کریم عطا فرماوے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء آمین؂

معزز المشیر مراد آباد لکھتا ہے۔ کہ قادیان سے ہمارے نومسلم دوست شیخ محمد یوسف صاحب ایک ہفتہ وار اخبار ایڈٹ کرتے ہیں۔ چونکہ آپ پہلے سکھ تھے۔ اس لئے نانک پنتھیوں میں نہایت خلوص سے تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ ہندی اور ناگری میں ٹریکٹ چھپوا کر مفت تقسیم کئے گئے مگر نور کا فنڈ کمزور ہے۔ اس لئے اہل دل مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس کار خیر میں دامے درمے قدمے سخنے محترم معاصر نور کی دستگیری کریں۔ نور کا مشن نہایت مقدس ہے۔ نانک پنتھیوں میں اسلام کی تبلیغ کی اشد ضرورت ہے۔ اس لئے شیخ محمد یوسف صاحب

بر آئینہ قابل ستائش ہیں۔ اور دردمندان ملت کو ضرور ان کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ المشیر نور کا ہاتھ بٹانے کے لئے ہر وقت حاضر ہے ✦

معزز ہمعصر الحکم لکھتا ہے۔ کہ خواجہ دل محمد صاحب ایم۔ اے پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور نے جو اس سے پہلے اپنی خوش نوا نظموں کے لئے مشہور تھے۔ حال میں اپنے رسالہ میں حضرت باوا نانک صاحب کی ذات پر ایک حملہ کیا تھا۔ کہ حضرت باوا نانک صاحب مذہب و ملت کی قیود سے آزاد تھے۔ مگر حملہ کا جواب ہمارے معزز ہمعصر نور کے قابل ایڈیٹر شیخ محمد یوسف صاحب نے بڑی عمدگی او قابلیت سے دیا ہے۔ اور نہایت شرح اور بسط کے ساتھ گرنتھ صاحب کے حوالہ اور سکھ دھرم کی مستند کتب کے حوالجات کی بناء پر ثابت کیا ہے۔ کہ باوا صاحب قیود مذہب سے آزاد نہ تھے۔ بلکہ وہ باخدا ولی تھا ✦

ہمعصر اہلحدیث امرتسر لکھتا ہے کہ پنجاب میں سکھوں کی قوم بڑی بہادر اور قابل توجہ ہے اس قوم کی ابتدا مسلمانوں سے بہت قریب تھی مگر ہندوانہ رسم و رواج نے ان کو مسلمانوں سے ہٹا کر ہندوؤں کے زیادہ قریب کر دیا حالانکہ اس قوم کے سب سے بڑے گورو باوا نانک صاحب مسلمان بزرگوں سے بہت مانوس تھے ہم اس قصور کا اعتراف کرتے ہیں کہ علماء نے اس قوم میں اشاعت اسلام کا خیال نہ کیا تو خدا نے اسی میں سے ایک شخص سورن سنگھ کو شیخ محمد یوسف بنا کر سکھوں میں اشاعت کا کام انکے سپرد کر دیا۔ ہماری دلی آرزو ہے کہ خدا اس بہادر قوم کو عرب اور پٹھان بہادروں کی طرح اسلام جیسے بہادر مذہب سے بہرہ ور کرے شیخ محمد یوسف صاحب گو مرزا صاحب قادیانی کے مُرید ہیں مگر ہم تو اپنے اصول کے پابند ہیں کہ مشترک کام میں ہم ایک رہیں اس لئے ہماری دُعا ہے کہ خدا شیخ صاحب موصوف کو اس مہم میں کامیاب کرے جو صاحب اس امر میں شیخ صاحب موصوف سے خط و کتابت کریں یا کسی قسم کی امداد بھیجنا چاہیں وہ دفتر نور قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ سے بھیجیں۔ شیخ صاحب نے متعدد رسالے سکھوں اور گورو نانک جی کے متعلق لکھے ہیں جو قابل دید ہیں۔

ایڈیٹر نور کا نانک پنتھیوں میں کام

معزز ہمعصر پیسہ اخبار لکھتا ہے۔ کہ محمد یوسف صاحب سابق سورن سنگھ ددوان (نومسلم) ایڈیٹر نور نے کچھ عرصہ سے سندھ اور صوبجات متحدہ میں نانک پنتھی لوگوں میں تبلیغ کا کام جاری کر رکھا ہے چنانچہ ۱۰ و ۲۴۔ جنوری کے نور سے اور نیز ان کے سندھی اور ناگری پمفلٹوں سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ ان کے دلائل اس بارہ میں کیسے معقول ہیں کہ باوا نانک صاحب اسلام کے دلدادہ اور معترف تھے اور کہ ص

ص شیخ محمد یوسف صاحب کے کام کی ان لوگوں میں قدر بھی ہو رہی ہے کہ جن میں وہ کام کر رہے ہیں۔ ایسے دلائل کے اسلحہ سے مسلح ہو کر جتنے کہ وہ ہو رہے ہیں جس میدان میں بھی وہ جنگ کرینگے کامیاب ہوں گے۔ خالصہ سماچار کے ایڈیٹر صاحب نے اپنے گذشتہ پرچوں میں شیخ محمد یوسف صاحب کو چیلنج دیا تھا کہ باوا صاحب کا اسلام ثابت کریں۔ چنانچہ نور کے اس پرچہ میں انہوں نے بہت عمدگی سے اس کوشش میں کامیابی حاصل کی ہے۔

نور کے ذریعہ دو ہندو حلقہ اسلام میں آئے

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ نور اپنی نورانی کرنوں سے مسلم اور غیر مسلم احباب کو منور کر رہا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسوقت بہت سی ارواح نور کے مطالعہ سے راہ راست پر آئی ہیں اب علاقہ دربھنگہ سے شیخ عبداللہ صاحب نومسلم تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آپ کی سچی ہمدردی اور دینی جوش قابل رشک ہے اللہ آپ کو ترقی دے اور ایمانی جوش اللہ اپنے فضل سے قایم رکھے۔ میں نے نور کے مضامین کے ذریعہ دو احباب کو داخل مذہب اسلام کیا ہے اور برابر ترقی اشاعت اسلام میں مشغول ہوں۔ آپ کا نور ہمیں اشاعت اسلام میں بہت مدد دیتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے نور سے بہت کچھ فائدہ ہوگا“

یہ ہے ایک نومسلم کی رائے۔ آپ کے پرچہ نور اور خادم ایڈیٹر نور کے متعلق۔

نور بفضل ایزدی دن بدن اپنے فرض کو زیادہ گرم خوشی اور خلوص قلب سے نبھا رہا ہے اور بفضل ایزدی نور اپنے فرض میں ہر طرح سے فائز المرام ہو رہا ہے۔ مضائقہ نہیں کہ لوگ نور کی قدر کریں یا نہ کریں مگر خدا اسکی قدر اپنے زبردست نشانوں سے کر رہا ہے۔

ایک سکھ سردار نور کے متعلق کیا کہتا ہے

جناب سردار کرپال سنگھ صاحب میرٹھ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ آج آپ کا نور ملاحظہ کیا۔ آپکی لیاقت و حسن کی واقعی زبان تعریف کرتی ہے کیا آپ اس غریب پر نظر ہمدردی فرمانے کیلئے برکات مذہب اسلام ایک خط میں تحریر کر سکتے ہیں تاکہ انکو پڑھکر میں اپنے دل کو فرحت دیتا ہوا اہل اسلام میں قدم رکھوں کیونکہ آپکا پرچہ دیکھکر یہ خواہش دل کو اکسا رہی ہے۔ میں ایک سکھ نوجوان ہوں آپ سے صرف ان باتوں کے دریافت کرنیکا طالب ہوں۔ جنکی وجہ سے آپنے اسلام کو سکھ مذہب پر ترجیح دی ہے۔ کار و بار لائقہ سے یاد فرماتے رہا کریں“ دلوں کا پھیرنا اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے لاکھ لاکھ شکر ہے کہ خدا تعالےٰ اپنی عاجز بندہ کے ذریعہ کچھ کام لے۔ اور اسکی سعی کو بار آور قبول فرما دے اسوقت یوپی سندھ وغیرہ علاقہ جات میں نانک پنتھیوں میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک وسیع میدان ہے ضرورت ہے کہ ہم سستی اور غفلت کو بوسیدہ پیراہن کیطرح پرے پھینکتے ہوئے اشاعت اسلام کیلئے کمر ہمت کو چست کریں۔ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نور قادیان

مورخہ ۳۔ مئی ۱۵ء

باوا نانک کے اسلام کے متعلق نئے اثبات کا انکشاف

(جو آج تک کسی اردو اخبار یا کتاب میں درج نہیں ہوئے)

اگر کوئی ایک حوالہ بھی غلط ثابت کریں فی حوالہ پانچ روپیہ (صہ) انعام ایڈیٹر سماچار کے لئے سنہری موقع

اگرچہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے اسلام کے متعلق اس سے پیشتر بفضل ایزدی سکھوں کی متعدد کتابوں سے بہت کچھ حوالجات دیئے جا چکے ہیں۔ مگر ہمارے معزز دوست ایڈیٹر صاحب خالصہ سماچار اس امر کے شاکی ہیں۔ کہ ایڈیٹر نور حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے اسلام کے متعلق بار بار وہی حوالجات پیش کرتا ہے۔ کوئی نئی بات نہیں لاتا۔ اگرچہ نفس تعلق سے ہمارے دوست کا یہ سوال کوئی خاص وزن اور اہمیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ کسی حوالہ کا بار بار ذکر کرنے سے اس کی صداقت میں شمہ بھر بھی فرق نہیں آسکتا۔ سورج ہمیشہ وہیں نکلتا ہے۔ چاند ہمیشہ وہی آتا ہے۔ وہی رات ہے وہی دن ہے۔ وہی موسموں کا ہیر پھیر۔ انسان بار بار کھانا کھاتا ہے۔ تو کیا کسی چیز کے اعادہ سے اس کی اہمیت میں کوئی فرق آجائیگا۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ بلکہ ایک راستی اور سچائی کا جتنی دفعہ بھی اظہار کیا جائے۔ اتنا ہی کم ہے۔ مگر ہمیں اپنے دوست سے محبت ہے۔ اور ہم اپنے معزز دوست ایڈیٹر خالصہ سماچار کی خاطر نہایت خوشی سے حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے اسلام کے متعلق آج وہ حوالجات پیش کریں گے۔ جو آج تک ہم نے کبھی پیش نہیں کئے۔ جو بالکل نئے اور اچھوتے ہیں۔ امید کہ انہیں پڑھکر ہمارے دوست بہت خوش

ہوں گے ۔

حضرت باوا صاحب فرماتے ہیں کہ شیطان کے راندی ہوئی کبھی بہشت میں نہیں جائینگے

مسلمانوں کے ہاں شیطان سے جسقدر پناہ مانگی گئی ہے۔ وہ اس امر سے بخوبی ظاہر ہے کہ مسلمان ہر ایک کام کے کرنے سے پہلے "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم" ضرور کہہ لیتے ہیں۔

اب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ شیطان کے متعلق کیا ہے۔ کیا آپ بھی مسلمانوں کی طرح شیطانی وساوس سے پناہ مانگتے ہیں۔ یا ہمارے ہندو دوستوں کی طرح شیطان کی ذات سے منکر ہیں۔ یہ بہت عمدہ راہ ہے۔ حضرت باوا صاحب کے خیال کا اندازہ لگانے کی ۔

جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۷۹۔ سطر ۱۱

سچی سنت رید ی موئے لے آیا نال
جو رکھے موئے امانتی سو خاصا تیدا ایہال
پہر گیا درگاہ وچ اگے رکھ نسان
اوہ درگاہ ڈہوئی نا لہن جو راندے شیطان

وہی اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے ہیں۔ جو اس کی بتلائی ہوئی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ بیشک درگاہ باری میں ان کے لئے عزت ہے۔ البتہ جنہوں نے اس پر عمل نہ کیا۔ سمجھو۔ کہ ان پر شیطان کا غلبہ ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے قرب سے دور رہیں گے۔

یہ شلوک بالکل واضح اور مبین ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگالیں۔ کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ شیطان کے غلبہ کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے تھے۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والا از روئے اصول مسلم ہو سکتا ہے یا غیر مسلم۔

شیخ فرید سے گفتگو اور مسلمانوں سے ملکر کھانا پینا

ایک تو حضرت فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ گذرے ہیں جن کا مزار مبارک پاکپتن میں واقعہ ہے۔ اور یہ بزرگ حضرت باوا صاحب سے تقریباً چار صد سال پیشتر ہو گذرے ہیں۔ جنم ساکھی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک اہل صفا ولی اللہ حضرت شیخ فرید کے ساتھ حضرت باوا صاحب کی ملاقات ہوئی۔ ہو سکتا ہے۔ کہ یہ حضرت شیخ فرید کوئی دوسرے بزرگ ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ سے ہی حضرت باوا صاحب نے کشفی ملاقات کی ہو۔ بہرحال جنم ساکھی میں حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے باہمی سلوک اور برتاؤ کو ان الفاظ سے ظاہر کیا گیا ہے۔

جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۶۲۔ سطر ۲۹ میں یہ لکھا ہے۔ کہ حضرت باوا صاحب اور شیخ فرید باہمی ملکر بہت ہی خوش ہوئے ۔

"تاں بابا نانک جی تے شیخ فرید ساری رات باہر ہی اکٹھے جنگل وچ رہے۔ تاں اک بندا خدا دا آئے نکلیا۔ اتے دوہاں نوں اکٹھا دیکھ کر اپنے گھر نوں اٹھ گیا۔ جا کر اک تبلباج دودھ دا بھر کے لے آیا۔ اور اس تبلباج وچ چار چھراں بھی پائے لے آیا۔ پچھلی رات تاں شیخ فرید ہوراں اپنا حصہ پلے لیا۔ اتے گورو نانک جی دا حصہ رہن دتا"

اب اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ شیخ فرید اور حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی باہمی اس قدر محبت اور الفت تھی۔ کہ دونوں نے جنگل میں ہی تمام رات گیان دھیان اور معرفت کی باتیں کرتے ہوئے گذار دی۔ اور ایک شخص نے دو خدا کے پیاروں کو جنگل میں اسطرح گیان دھیان اور معرفت کی باتیں کرتے ہوئے دیکھ کر اپنے گھر سے ایک دودھ کا کٹورا لے آیا۔ اور شیخ فرید صاحب نے خوشی سے اس دودھ سے اپنا حصہ لیکر تو پی لیا۔ اور حضرت باوا صاحب کا حصہ رہنے دیا۔

اس سے دو امر اظہر ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت باوا صاحب کی شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی محبت تھی۔ حالانکہ ہم حضرت باوا صاحب کی تمام زندگی پر نظر ڈالتے ہیں۔ اور ہمیں کہیں بھی یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ حضرت باوا صاحب نے کسی ہندو پنڈت یا پوجاری سے بھی محبت کی ہو۔ بلکہ جنم ساکھی اور گرنتھ صاحب سے تو ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس تیرتھ وغیرہ پر حضرت باوا صاحب جاتے۔ وہاں پانڈوں وغیرہ کے کاموں کا رد کرتے۔ اور پانڈے اس بات کو بہت ہی برا مناتے۔

حتیٰ کہ باوا صاحب کو اس جگہ سے زبردستی نکال دیتے۔ مگر دوسری طرف شیخ فرید سے باوا صاحب اور باوا صاحب سے شیخ فرید ایسی محبت کرتے ہیں۔ کہ گویا دونوں عارف اور زاہد ایک ہی ہیں۔ اور پھر جس کٹورہ کو باوا فرید ہاتھ لگاتے ہیں۔ حضرت باوا صاحب خوشی سے اس کٹورہ سے دودھ پی لیتے ہیں۔ آج کل کے ہندؤں کی طرح کوئی پرہیز نہیں کرتے۔ اب اس سے ہی سمجھ لو۔ کہ حضرت باوا صاحب ہندو اور مسلمانوں میں سے کس کے ساتھ زیادہ محبت اور پیار کرتے تھے ؁

شیخ فرید اور باوا صاحب کا مل کر ایک لمبا سفر کرنا

پھر لکھا ہے۔ کہ حضرت باوا صاحب نے اور شیخ فرید صاحب نے اکٹھے آسام دیش کا لمبا سفر کیا۔ اب صاف ظاہر ہے۔ کہ شیخ فرید کے ساتھ باوا صاحب کا ایک لمبا سفر کرنا اور دونوں نے ملکر اپنی معرفت اور گیان سے لوگوں کی اصلاح کرنا اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مشن ایک ہی تھا۔ ورنہ تم نے کبھی نہیں دیکھا ہوگا۔ کہ پنڈت اور مولوی اکٹھے ملکر سفر کریں۔ اور اکٹھے ملکر لوگوں کو خدا کی معرفت سے آگاہ کریں۔ یہ ناممکن ہے۔ ہمیں کہیں یہ دکھائی نہیں دیتا کہ حضرت باوا صاحب نے پنڈت کشن چند یا ہردیال سے ملکر بھی کوئی سفر کیا ہو۔ اور دونوں کی متفقہ کوشش سے لوگوں کی اصلاح ہوئی ہو۔ اب شیخ فرید صاحب کے ساتھ ملکر حضرت باوا صاحب کا سفر کرنا۔ اس سے سمجھ لو۔ کہ حضرت باوا صاحب پنڈت ہردیال کی روش کو پسند کرتے تھے۔ یا شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کی طرز کو ؁

باوا نانک نے کہا۔ اے فرید! آپ میں خدا کا نور ہے

پھر آگے چل کر جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۶۵ سطر ۸ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ فرید کو مخاطب کرکے کہا ؁

تاں سری بابے جی آکھیا۔ شیخ فرید جی تساں وچ خدائے حیم ہے۔ تاں شیخ فرید نے ودیا منگی تاں شیخ فرید چلدے وقت گل وچ باہاں پائیکر ملے تاں گورو جی نے اک شبد اچاریا۔

سری راگ محلا پہلا

آؤ بھینوں گل ملو انگ سہیلڑیاں
ملکر کرد کہانیاں سمرتھ کنت کی آہ
ساچے صاحب سب گن اوگن سب اساہ
کرتا سب کو تیرے جور۔

اک شبد وچارے جاتوں تاں کیا ہو باوا صاحب نے شیخ فرید کو کہا۔ کہ آپ میں یقینی خدا ہے۔ اور شیخ فرید نے باوا صاحب سے جانے کے لئے اجازت چاہی۔ اور پھر شیخ فرید رخصت ہوئے۔ اور رخصت ہوتے وقت باوا صاحب اور شیخ فرید بغل گیر ہوئے۔ اور گورو جی نے ایک شبد کہا۔

سری راگ محلا پہلا۔

مطلب:۔ بھینوں آؤ گل سے لگ کر ملیں۔ کیونکہ ہم دونوں کا پیار قدیم سے ہے۔ آؤ ہم ملکر اس قادر مطلق کی حمد وثنا کریں۔ کیونکہ تمام تعریف اسی کے لئے ہے۔ اگر اور کسی چیز میں تعریف کی کوئی جھلک پائی بھی جاتی ہے۔ تو وہ صرف اس خداوند کی (ہی) دی ہوئی نعمت ہے۔ بیشک تمام تعریف اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہے اب گورو صاحب کا شیخ فرید سے اس پیار و محبت کے ساتھ پیش آنا اسقدر رفاقت اور لگاؤ کا اظہار کرنا یہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے خیالات کا صاف و شفاف آئینہ ہے۔ پھر باوا صاحب کا شیخ فرید سے یہ کہنا کہ آپ میں خدا کا نور ہے۔ اب جس شخص کی پیروی سے شیخ فرید نے یہ نور حاصل کیا۔ وہ تو سبحان اللہ نورٌ علی نور ہوگا۔ یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدسی قوت کی گواہی۔ (فداہ روحی)

آنحضرت کا قلب شفاف ہے اس لئے اس سے خدا کی صورت نظر آتی ہے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیض اور صفائی قلب کے متعلق حضرت باوا صاحب جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۳۰ سطر ۶ میں تحریر فرماتے ہیں ؁

تاں چر پیغمبر نوں جبرائیل لے گیا اور اونہاں پڑدے وچ وچ پیغمبر نال (خداوند تعالےٰ) سے نول گلاں ہوئیاں اور پڑدے وچ خدا دی شبیہہ وسدی سی۔ تاں آواز ہوئی۔ اے پیغمبر ہی تیری شبیہہ نہیں توں میری شبیہہ ہیں۔ تاں تے اپنے روپ دی صورت سب جگہ ہے تے صاف شیشے وچ نظر آوندی ہے۔ اسی طرح میں سب جگہ ہاں اور تیرا آئینہ صاف نرول ہے۔ اور تیرے وچ میری شبیہہ نظر آوندی ہے"

خیال فرمائیے اس جگہ حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کس طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدسیت اور طہارت اور صفائی کو آشکارا کیا ہے۔ عبارت بالکل صاف ہے۔ جسکا لفظی ترجمہ بدوں کسی کھینچ تان کے یہ ہے پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرائیل لے گیا۔ پردہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خداوند تعالےٰ سے کلام ہوا۔ اور پھر پردہ میں خداوند تعالےٰ کی صورت نظر آرہی تھی۔ تو پھر آواز ہوئی پیغمبر میں تیری صورت نہیں۔ بلکہ تو میری صورت ہے یعنی تو میری محبت کے رنگ میں اس طرح رنگین ہے جسطرح آگ اور لوہا ہو جاتا ہے اگرچہ میری صورت تو سب جگہ ہے مگر آپ کا قلب بالکل صاف و شفاف اور مطاہر ہے۔ اس لئے میری صورت آپ کے آئینہ سے ہی صاف اور عمدہ نظر آرہی ہے۔

جائے غور ہے باوا صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (قد اسرار الحی) کی صورت خدا کی صورت گویا اس کو ماننا خدا کو ماننا ہے۔ اس کے درشن خدا کے درشن اگرچہ اللہ تعالےٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ صاف و شفاف اور مطاہر ہے اس لئے اس میں خداوند تعالےٰ کی صورت صاف دکھائی دے رہی ہے اور جو شخص خدا کے درشن کرنا چاہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاف و شفاف آئینہ سے ہی خدا کے درشن کرسکتا ہے۔

گورو جی نے میٹھی آواز میں بانگ دی

پھر

جنم ساکھی کلاں صفحہ ۵۶۴ سطر ۴ میں لکھا ہے کہ تاں سری گورو جی نے اونچی سر نال بانگ دتی۔ آپ خیال فرمائیے کہ اونچی آواز سے اذان کہنا یہ کن لوگوں کا کام ہے آپ ہرگز یہ کہنیں نہیں ہوئے کہ حضرت باوا صاحب نے اونچی اونچی آواز سے سندھیا یا گائیتری کا پاٹھ کیا ہو۔ اب خیال کیجئے جو شخص اونچی اور میٹھی آواز سے اذان دیتا ہے۔ اور جسکی میٹھی میٹھی اور پیاری پیاری آواز کو سن کر لوگ مدہوش ہو جاتے ہیں۔ ذرا آپ خود ہی غور فرما دیں کہ ہم ایسے شخص کو ہندو کہیں یا مسلمان۔ خدا ہم سب لوگوں کو حضرت باوا نانک کی طرح اونچی آواز سے اذان دینے کی توفیق دے۔ آمین

مسلمان گیانی ہوتا ہے

پھر حضرت باوا نانک صاحب صاحب جنم ساکھی کلاں صفحہ ۵۶۴ سطر میں فرماتے ہیں کہ مسلمان سو ہی ہوتا ہے جو گیان اگن کرن چت ہوتا ہے۔ یعنی مسلمان وہی ہے جو خداوند تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ اور اس کی معرفت گیان کی اگنی نے اس کے دل کو پختہ کر دیا ہو یعنی جو شخص پختگی سے اسلام پر قدم زن ہو۔ پھر اور کسی مذہب یا طریقہ کا اس پر اثر نہیں ہو سکتا۔ اور جو گیان بعد معرفت سے مسلمان ہے وہی گیانی ہے۔ اس جگہ آپ خیال فرمائیے کہ حضرت باوا نانک صاحب نے راسخ الاعتقاد مومن کو گیانی کے نام سے نامزد فرمایا ہے۔ ایک جگہ باوا صاحب ایک شلوک میں فرماتے ہیں۔

ہندو انّھاں۔ ترکو کاناں۔ دوہاں وچوں گیانی سیانا

مطلب یہ کہ ہندو تو خدا کی معرفت کی آنکھیں نہیں رکھتا ترک (مراد شاہان مغل) سے ہے اکی ایک آنکھ ہے اور ان ہر دو سے گیانی خردمند اور دونوں آنکھوں والا ہے۔ ہمیں اس اظہار میں کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا کہ حضرت باوا صاحب کے عہد میں شاہان مغلیہ دین کی طرف سے بہت کچھ لاپرواہ تھے اور اپنے عیش و آرام میں مست تھے۔ آخر کار وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا تھے جس کے متعلق باوا صاحب یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ ان کا دل بالکل صاف اور مطاہر ہے۔ جس کے ذریعہ خدا کے درشن اور خدا کا کلام نصیب ہوتا ہے۔ اس لئے شاہان مغلیہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیوا ہونے کے باعث انہیں ایک آنکھ والا کہنا درست ہے اگر وہ اپنے مذہب پر راسخ الاعتقاد ہوتے تو لاریب حضرت باوا صاحب انہیں دو آنکھ والوں میں شمار کرلیتے۔ اب اس جگہ باوا صاحب نے گیانی کو دو آنکھ والا بتلایا ہے اور جنم ساکھی سے یہ بھی طے ہو گیا ہے کہ مسلمان سو ہی ہوتا ہے جو گیان اگن کرن چت ہے۔ یعنی مسلمان وہی ہے جو خداوند تعالیٰ کی معرفت سے مستفیض ہو کر راسخ الاعتقاد ہو۔ اس جگہ غور فرمائیے کہ حضرت باوا صاحب کے دل میں مسلمان کی کیسی عزت اور کیسی شان تھی۔ خدا ہم سب کو ایسا ہی مسلمان بنا دے۔ آمین

مسلمان اعمال میں بڑھ گئے

پھر آگے چلکر حضرت باوا صاحب جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۰۳۔ سطر اول میں فرماتے ہیں۔

عمل ہندوواں دا گھٹ گیا ودھ گئے مسلمان

یعنی مسلمان اعمال میں بڑھ گئے۔ اس جگہ دیکھئے کہ حضرت باوا صاحب نے کیسے بے لاگ گواہی دی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمانوں نے محض اخلاق اور اعمال صالح سے ہی لوگوں کے دلوں کو تسخیر کیا۔ اگر واقعی ہم سچے مسلمان بن جائیں تو پھر دنیا ہمارے سامنے لونڈی کی طرح ہاتھ باندھے کھڑی ہے مسلمان ہزار نمونوں کا ایک نمونہ ہے ایک مسلمان کی شان اور اس کا اخلاق اس قدر بلند ہے کہ بس راہ چلتا ساز بھی حلقہ بگوش ہونے کے لئے تیار ہے۔ خدا ہمیں بھی ایسا مسلمان بنا دے

مسلمانوں نے کسی کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا

پھر حضرت باوا صاحب جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۰۲ سطر ۲ میں تحریر فرماتے ہیں کہ

آئے ہندوستان وچ تب لاگے کرن وچار
اک رہیا اجمیر وچ اک رہیا سکن پور جائے
کر کے نانک چیٹکا ہندو لے ملائے
رہے ہندوستان وچ فقر الہ دے ہوئے
زوری ہندو نہ جتیا کرنی رہے کھلوئے
اگے ہوئے اجے پال وسدی سی اجمیر
نانک چیٹک کرموں دی کیتا جوگی پیر
نانک چیٹک کرموں دی بیٹھا پیر کہائے
راجہ پرجہ چنڈ واسبھو نویاں آئے

اس جگہ باوا صاحب حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فقیر بن کر ہندوستان میں رہا۔ مسلمانوں نے کسی کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا۔ بلکہ یہ حضرت معین الدین چشتی کے یمن کا ہی نتیجہ تھا کہ ہندوستان کے لوگ گروہ در گروہ دائرہ اسلام میں شامل ہونے لگے۔ اگرچہ راجہ جیپال والئے اجمیر نے بہت مخالفت کی مگر حضرت معین الدین رحمت اللہ علیہ کا لگایا ہوا پودا دن بدن بڑھنے اور پھلنے پھولنے لگا۔ حتیٰ کہ تمام اہل ہند حضرت معین الدین رحمت اللہ علیہ کے سامنے سر خمیدہ ہوا۔ اس جگہ حضرت باوا صاحب نے صاف اور واضح طور سے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ مسلمانوں نے کبھی کسی کو زبردستی مسلمان نہیں بنایا۔ بلکہ یہ مسلمان فقراء کی برکت اور یمن کا نتیجہ ہے جن کے سامنے سب خورد و کلاں نے اپنے سروں کو نیچا کیا۔

انسان کا ہر ایک اعضا گواہی دیگا

پھر حضرت باوا صاحب قیامت کے دن کو ان الفاظ میں آشکارا کرتے ہیں۔ دیکھو جنم ساکھی کلاں صفحہ ۱۵۴ سطر ۲ سے

دنیا اندر آئیکے عمر گوائی یار۔
کوڑی مجلس بہ کے کیتی سو گوار اوپار
ہن چلایا عزرائیل ساتھی سنگ نہ کوئی
لے سزائیں انگلیاں کسے سنائیے روئے
لمن سزائیں بہتیاں ملک الموت حضور
لیکھا منگن چتر گیت جو چھپ کمائے دھوڑ
تاساں لوٹن مکر کے توبہ کرن پکار۔

ریون کن گواہیاں اندہر درح پکار
آلت جیبا مگر ہے چکھ چکھ ساد پکار۔
ہتھاں پیراں چاکری حکم کماون کار
پنج حواس انجیں سنگ توبہ کرن پکار

اس جگہ باوا صاحب نے قیامت کا نقشہ دکھلایا ہے کہ جب عزرائیل انسان کی جان نکالیگا۔ تو پھر اسے اپنے کئے کی سزائیں ملیں گی۔ وہ پکاریگا کوئی انسان اس کی فریاد نہیں سنیگا۔ اس جگہ خدا حساب و کتاب طلب کریگا۔ وہاں انکار کی کوئی گنجائیش نہ ہوگی۔ انگلیاں کان۔ زبان۔ ہاتھ پاؤں غرضیکہ ہر ایک عضو اپنے کئے ہوئے گناہوں کی گواہی دیگا۔ اور وہ اس وقت توبہ بہت کریں گے مگر اس وقت کی توبہ سے کیا فائدہ۔

جائے غور ہے کہ یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن انسان کا عضو عضو گواہی دیگا ایک تناسخ کے ماننے والا ایک منٹ کے لئے بھی اس عقیدہ کو نہیں مانیگا۔ وہ اس تشخص کے ساتھ سزا ملنے کے قائل نہیں بلکہ وہ تو جونوں کا عقیدت مند ہے۔ اب اس سے ہی اندازہ لگالو کہ حضرت باوا صاحب کا عقیدہ کیا تھا۔ اور اس جگہ حضرت باوا صاحب تناسخ کی کس طرح تردید فرماتے ہیں۔

آگ میں جلانا ٹھیک نہیں

پھر حضرت باوا صاحب اسی صفحہ کی ۸ سطر پر فرماتے ہیں۔

مرے وچارا ہنڈو وچ اگے وین جلائے
جلبل ہوگئی بھسمڑی یونا کھڑے اوڈائے
پڑھ کے دیکھ قران نوں کس نوں دیو سزائے
سو ...... جو بہتا کھاندا تائے

اس جگہ ہم خود کچھ نہیں کہنا چاہتے حضرت باوا صاحب کا جلانے اور دفنانے کے متعلق فتوے صاف ہے سب سے بڑھکر حضرت باوا صاحب کی نعش مبارک جلائی نہیں گئی اسی سے حضرت باوا صاحب کا مذہب سمجھ لو۔

واقعات اور آرائیں

باوا نانک کی سوانحعمری کا گورمکھی اڈیشن

سکھوں میں جس قدر کام کی ضرورت ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی ایک کتاب ست بچن نامی صرف سکھوں میں تبلیغ کے لئے ہی تصنیف فرمائی۔ اس کے علاوہ حضور کی آخری کتاب چشمہ معرفت صرف سکھوں کی تبلیغ پر ہی ختم ہوتی ہے۔ الحمدللہ کہ سوانحعمری حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا گورمکھی ترجمہ قریب قریب ختم ہے خاکسار اڈیٹر نور کے پاس اس قدر روپیہ نہیں ہے کہ اُسے اپنے صرف سے چھپا سکے۔ اگر کوئی اشاعت اسلام کے متعلق اپنے پہلو میں درد رکھنے والا دوست ہمت کرے اور اس مفید کتاب کو چھپوا کر سکھوں اور نانک پنتھیوں میں مفت تقسیم کرائے۔ تو خاکسار گورمکھی سوانحعمری کا مسودہ حوالہ کرنیکو تیار ہے۔

آریہ دوستوں کا جوش

ہم آریہ دوستوں سے اختلاف آرا رکھتے ہوئے بھی اس امر کو نظرانداز نہیں کرسکتے کہ آریہ دوستوں میں اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے ایک لگن اور سوز ہے۔ حال ہی میں کنبھ کا میلہ بڑے زور شور سے ہوا۔ مگر آریہ سماج نے اس مفید ترین موقعہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ خاص اہتمام اور زر کثیر سے اپنا کیمپ الگ کھڑا کیا۔ اور تندہی اور جرأت سے اپنے اخبارات کی اشاعت کی۔ اور ساتھ ہی اس کے بہت سے مفت ٹریکٹ تقسیم کئے۔ ضرورت ہے کہ مسلمان بھی ایسے مفید ترین مواقع سے فائدہ اٹھایا کریں۔ اسلام ایک بےنظیر اکمل اور اتم مذہب ہے۔ اس کی تعلیم بےنظیر ہے ضرورت ہے کہ ایسی جگہ اسلام کی تعلیم کو ہندی ٹریکٹ کے ذریعہ عوام ہندی دان پبلک میں تقسیم کیا جائے۔ افسوس مسلمان اپنے مذہب کی اشاعت سے بےپرواہ ہیں۔ نام کو تو سینکڑوں نہیں تو بیسیوں ہی اشاعت اسلام کا دم بھرنے والی انجمنیں ہونگی۔ مگر کیا مجال کہ ایسے ضروری کاموں کی طرف توجہ تو کر جائیں۔ اگر کوئی اپنے دل میں تڑپ اور درد رکھنے والا آگے بڑھتا ہی ہے تو بعض حاسد اور کمینہ لوگ اس کے خون تک کے پیاسے بن جاتے ہیں۔

آریہ سماج کی کتابوں میں شدھی کا کہیں ذکر نہیں

اس عنوان سے ہم نے اپنی گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں ایک مضمون لکھا تھا۔ جس میں ستیارتھ پرکاش کے معتبر الجات سے اس امر کو کماینبغی آشکارا کیا گیا تھا۔ کہ آریہ سماج میں شدھی کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ ابھی یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا۔ انشاءاللہ تعالی ابھی اس کے کم از کم دس نمبر اور نکلیں گے۔ مگر ہمسوکا آریہ اڈیٹر ایک ہی مضمون سے سٹ پٹا گیا ہے اور سفارش کرتا ہے کہ آپ پنڈت رام چند کی کتاب متعلقہ شدھی کو ضرور پڑھیں اس آریہ اڈیٹر کو یاد رکھنا چاہئے کہ جس صورت میں میں ستیارتھ پرکاش اور آریہ سماج کی دیگر مسلم کتب سے اس امر کو آشکارا کر رہا ہوں۔ کہ آریہ سماج کی کسی کتاب میں شدھی کا ذکر نہیں ہے تو ستیارتھ پرکاش وغیرہ کے سامنے پنڈت رام چندر کی کتاب کیا حقیقت رکھتی ہے۔

حدوث مادہ

یہ جناب مولوی محمد علی صاحب کی تازہ تصنیف ہے جو میرے پاس بغرض ریویو پہنچی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میرے اور جناب مولوی صاحب کے خیالات میں فرق عظیم ہے۔ میرے دل و جان سے یہ دعا پکارتا ہے کہ خدا وہ وقت جلدی لائے کہ وہ بھی اس منسلک میں منسلک ہوں۔ جن موتیوں کی لڑی میں خاکسار اڈیٹر نور پرویا ہوا ہے۔ اسلام صداقت سکھلاتا ہے۔ اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ کسی کی خوبی کا انکار نہ کرو۔ میں نے مولانا ممدوح کی کتاب حدوث مادہ کو کمال شوق سے پڑھا۔ اگرچہ مجھے بھی کئی بار آریوں سے بحث مباحثہ کرنے کا اتفاق ہوا۔ مگر جو براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ قدامت مادہ کی تردید میں

میں نے مولانا کی کتاب میں پڑھے اس نے میرے علم میں بہت کچھ اضافہ کیا ایسے ادق مضمون کو اس احسن طریقہ سے نباہا گیا ہے کہ ایک پانچویں جماعت کا لڑکا بھی بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ حقیقت میں دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے جن دوستوں کو آریہ سماج سے بحث مباحثہ کا اتفاق ہوتا ہو میں سفارش کرونگا۔ کہ وہ ضرور اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں۔ آریہ سماج کا بھی ایک مایۂ ناز مسئلہ ہے جس پر مولانا نے بیخ کن تبر چلایا ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ قیمت ۴ر۔ ملنے کا پتہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے میکلوڈ روڈ لاہور

آل انڈیا ہندو کانفرنس میں اچھوت اقوام کا ذکر

وہ ہندو جو کبھی شودروں کے سایہ سے بھاگا کرتے تھے اب وقت آیا کہ اونچی ذاتوں والے ہندو انہیں اپنے گلے لگانے کے لئے تیار ہو گئے۔ اب کے سال ۹۔ اپریل گنگا کے کنارے بھیم گوڈہ میں آل انڈیا ہندو کانفرنس کا جلسہ بڑی شان شوکت سے ہوا۔ مہاراجہ قاسم بازار صدر نے اپنی تقریر میں نہایت زور سے یہ کہا کہ اچھوت اقوام ہمارے گوشت کا پوست ہیں۔ اور جب تک ہم انہیں اپنے سمجھ کر گلے نہیں لگا لیں گے۔ تب تک ترقی محال ہے۔ اس وقت اچھوت ذاتیوں کا اٹھنا ہمارا اٹھنا اور ان سے نفرت کرنا گویا اپنے آپ سے نفرت کرنا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ زندہ رہیں تو پہلے اچھوت اقوام کو زندہ کریں۔

قدیم ہندوؤں اور آج کل کے ہندوؤں میں زمین و آسمان کا فرق

قدیم ہندو اچھوت اقوام کے سایہ سے ہی بھاگا کرتے تھے منوسمرتی اس امر کی شاہد حال ہے کہ وہاں شودروں کو کس نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ مگر وقت آیا ہوا نے رخ بدلا اور اب ہندو اچھوت اقوام کو زندہ کرنا اپنی زندگی سمجھتے ہیں یہ کس قدر فرق عظیم ہے۔ مگر سب سے پہلے ادنے لوگوں کو اعلی بنانیکا خیال مسلمانوں کے دل میں پیدا ہوا

مسلمان اوروں کو جگا کر خود سو گئے

مگر آہ مسلمان اوروں کو جگا کر خود سو گئے۔ سب سے پہلے نیشنلٹی کی جگہ ہیومنٹی کا علم اسلام نے ہی دنیا میں بلند کیا۔ بعثت اسلام سے قبل لوگ عرب میں غلاموں کو خاکروبوں سے بھی بد نگاہ سے دیکھا کرتے تھے ان سے مویشیوں کا سا سلوک روا رکھا جاتا تھا مگر میں قربان جاؤں اسلام اور اسلام لانے والے کے جس نے غلاموں کی قابل رحم حالت پر سب سے پہلے اپنی آواز کو بلند کیا۔ اور غلام اور آقا کو ایک پلیٹ فارم پر کھڑا کیا۔ مگر آہ اب وہی مسلمان دوسروں کو جگا کر خود سو گئے۔ ہندوستان کی آب و ہوا نے اسلام پر بھی اپنا اثر جمایا۔ اور ہندوستان میں آ کر ان میں بھی اتم نیچ اور ادنے اعلی کا وہم سما گیا۔ نور اسلام کو رخصت کر دیا اور اس کی جگہ کرایہ کی شرافت خرید لی

اڈیٹر خالصہ سماچار کی داستان اڈیٹر نور سے بھی زیادہ دردانگیز ہے

ہم نے گذشتہ سے پیوستہ پرچہ میں بعض دوستوں کو ان کی خلاف واقع اسلام حرکات سے متنبہ کیا تھا۔ اس پر اڈیٹر خالصہ سماچار نے زمین و آسمان سر پر اٹھا لیا۔ آہ! آہ! دنیا دوسرے کے تنکے کیطرف بہت جلد انگشت نمائی کرتی ہے مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھتی بہتر ہوتا کہ خالصہ سماچار کا جلد باز اڈیٹر نور کے منہ آنے سے پہلے اپنے گریبان کو دیکھتا۔

اڈیٹر سماچار کی مایۂ ناز تصنیف بچے سنگ جس میں مسلمانوں کے برخلاف وہ ستم توڑے گئے ہیں کہ جسکا کوئی حساب نہیں۔ اور بچارے امن جو مسلمانوں کو اس قدر کوسا گیا ہے کہ جسکی کوئی انتہا نہیں۔ شاید اسی وجہ سے اسے بدھی دان کے کورس میں بھی رکھا گیا ہے۔ اس میں خالصہ سماچار کا اڈیٹر جو دوسروں کی عیب جوئی کے لئے بڑا چست ہے۔ اپنے سکھ بھائیوں کی نسبت صفحہ ۱۶۱ پر لکھتا ہے

اج کل سکھاں دل ویکھو تا قومی محبت اکدو سبے وے دل وچ نہیں رہی۔ سکھ وے کولوں سکھ ہوندا کہہ کے ایوں اکڑ پھول لنگھ جاندا ہے جیکن کوئی کرانی۔ (عیسائی) ہوندا ہے کتھے سکھ نوں ویکھ سکھ پرسن ہوندے اور بنا واقفی بھی فتح گج لیندے تے جے مشکل آبنے تاں اک دو جے دی سہائتا وچ کھیو کھڑی ہو جاندے سے کتھے ہوندا اسماں سکھ نوں سکھ نال کم ہوئے تاں اوسنوں ملناں ایڈا او کھا کم ہوندا ہے۔ جیہا کہ لاٹ نوں درسن کرنا ہوئے۔ اب ہم اس پر کوئی حاشیہ نہیں چڑھانا چاہتے۔ خالصہ سماچار کا اڈیٹر انصاف سے کہے کہ اڈیٹر نور کی داستان زیادہ درد انگیز ہے۔ یا اڈیٹر سماچار کی۔ بہتر ہو کہ انسان دوسرے کے منہ آنے سے پہلے اپنی پیڑھی تلے بھی ڈنگوری پھیر کر دیکھ لیا کریں۔

گوروکل کا سالانہ جلسہ

اپریل کے پہلے ہفتہ میں گوروکل کا جلسہ تھا۔ پرکاش کے گوروکل نمبر کے پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حاضرین پچیس ہزار کے قریب تھے اور پینتیس ہزار نقد چندہ جمع ہوا اور اسسال پانچ طلباء نے گوروکل کی تعلیم کو مکمل کیا جن کے لیکچر بھی گوروکل جلسہ میں ہوئے اس کے مقابلہ میں جب ہم اپنے سالانہ جلسہ کا نظارہ اپنے سامنے لاتے ہیں تو ہم حیران سے رہ جاتے ہیں جب سے ہمارا سالانہ جلسہ شروع ہوا ہے کبھی بھی دس ہزار روپیہ نقد چندہ جمع نہیں ہوا۔ دور کیوں جاؤ ذرہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ پر ہی

نظر ڈالکر دیکھ لو۔ انجمن کا جلسہ گوروکل کے جلسہ سے بلحاظ رونق اور چندہ کے بہت پھیکا رہا۔ حالانکہ انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسہ میں قریب قریب سب مسلمانوں کی ہمدردی وابستہ ہے اور آریوں کے ذرائع اس قدر وسیع نہیں۔ مگر پھر بھی پچیس ہزار کے قریب حاضرین اور ۳۵ ہزار چندہ بتلاتا ہے کہ آریہ سماج میں اپنے مذہب اور اس کی اشاعت کے لئے کسقدر جوش ہے۔

ہم اوروں کو جگا کر خود سو گئے ۔ خدا کا پیارا مسیح آیا جس نے ہمیں گہری نیند سے جھنجوڑ کر غفلت سے بیدار کیا۔ مگر افسوس غفلت سستی اور لاپروائی نے اس قدر ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ کہ ہم باوجود سمجھنے کے نہیں سمجھتے۔ اور باوجود دیکھنے کے نہیں دیکھتے ایک طرف مسیح مشنریوں کی گرم جوشی۔ دوسری طرف آریہ سماج کا انتھک جوش۔ گوروکل میں ایک علیحدہ کلاس ہے۔ جس میں طلباء کو خاص خاص مذاہب میں ٹرینڈ کیا جاتا ہے۔ اور اخیر پر ہر ایک راگ کی تان اسلام پر ہی توڑی جاتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں ہماری تیاری کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ اگرچہ اس سال سے ایک مبلغین کا کالج کھولا گیا ہے۔ مگر وہ ابھی تک بہت کچھ اصلاح طلب ہے زید یا بکر کے لکچر ہو گئے اور جس لکچرار کی اڈیٹر صاحب سے دوستی یا ہمدردی ہوئی۔ اس کے لکچر کے متعلق تو اڈیٹر اخبار نے زمین و آسمان کے قلابے ملا دئے۔ اور جس پر حضرت اڈیٹر کی قہر آلود نگاہیں ہوئیں۔ اس کے لکچر پر ریویو کرتے ہوئے دو چار چوٹیں بھی جڑ دیں اس سے مطلب کبھی حل نہیں ہو سکتا۔ ضرورت ہے کہ الگ الگ مذہب کی تعلیم کے لئے الگ الگ استاد رکھے جائیں اور کورس ایک سال کی بجائے پانچ سال کا رکھا جاوے اور ہر ایک مذہب کے لٹریچر سے طلباء کو بخوبی آگاہ کیا جاوے۔ ہرن کے شکار کے لئے شیر کی طاقت کی ضرورت ہے۔ ہمنے خیر خواہی اور درد دل سے یہ مشورہ دیا ہے۔

کنبھ کے میلہ پر آریہ سماج کا پرچار بتلایا جاتا ہے کہ کنبھ کے میلہ پر انسانوں کی تعداد چھ لاکھ تھی۔ ایسے موقعہ پر یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ آریہ سماج اپنے مذہبی اشاعت سے خاموش رہتا۔ آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ ہزاروں آریہ بھاشہ گورمکھی۔ انگریزی اور اردو کے ٹریکٹ مفت تقسیم کئے گئے۔ سادھوؤں سے لیکر بڑے بڑے راجاؤں اور مہاراجاؤں تک کو آریہ سماج کی پستکیں مفت تقسیم کی گئیں۔ یہ ان لوگوں کے مذہب کی لگن کا حال ہے جن کے مذہب کی بنیاد اگنی وایو انگرہ اور آدتیا پر ہے۔ مگر دوسری طرف وہ مذہب جسکی ابتدا الحمد للہ رب العلمین سے شروع ہے وہ آنکھیں موندھ کر بیٹھ جائے۔ حیرانی تعجب حیرت۔

الحکم کی مدد ضروری ہے اگرچہ بعض امور میں ہمیں اپنے مکرم ہمعصر سے اختلاف ہے مگر نور نے محض اختلاف کی وجہ سے کبھی کسی دوست کی خوبیوں سے انکار نہیں کیا اور نہ یہ مومن کی شان ہے کہ وہ ایک یا دوسرے اختلاف کی وجہ سے کسی کی خوبیوں کو نظر انداز کردے۔ اسلام کی شان اس تنگ دلی اور تنگ ظرفی سے وراء ہے۔ رب العلمین کی تعلیم اس امر کی شاہد حال ہے۔ ہم اس امر سے آنکھیں موندھ نہیں سکتے کہ جب سلسلہ کا کوئی اخبار نہ تھا۔ اس وقت الحکم تھا۔ اور ابتدا میں مکرم ہمعصر نے سلسلہ عالیہ کی جو خدمات کیں وہ اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اب بھی زمانہ سلف کی طرح الحکم یگانہ فخر نظر آئے مگر مالی مشکلات جو ہر اخبار نویس کی روانی کے سامنے آہنی دیوار بن جاتی ہے۔ آجکل انہی مشکلات سے نور کی طرح بیچارہ الحکم بھی گذر رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ دوست اٹھیں اور اس قدیمی پرچہ کی اعانت کے لئے ہاتھ بڑھائیں۔ تاکہ احمدیہ پریس اپنی پوری شان اور جوبن کے ساتھ دنیا کے سامنے جلوہ گر ہو۔

قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ خاکسار اڈیٹر نور قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ میں مصروف ہے۔ متن کے ساتھ قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ ایک کثیر لاگت کو چاہتا ہے۔ مگر میں بدوں متن کے ترجمہ چھپوانا پسند نہیں کرتا۔

قرآن شریف کا متن پہلے پتھر میں چھاپا جائیگا اور پھر گورمکھی ٹائپ میں چھپے گی۔ جس سے خرچ ڈبل سے بھی زیادہ بڑھ جائیگا۔ قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کی جس قدر ضرورت ہے وہ اس امر سے بخوبی ظاہر ہے کہ سکھ بھائیوں نے محض مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لیے قرآن کریم کا از سر تا پا غلط ترجمہ کیا۔ اور اپنے واعظین میں مفت تقسیم کیا۔ تاکہ گورمکھی دان پبلک قرآن کریم کی خوبیوں اور برکات سے بے دل ہو جائے۔ سکھ دوستوں نے قرآن شریف کے اس غلط گورمکھی ترجمہ پر ہزاروں ہی روپیہ خرچ کیا اس حالت میں آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ ہماری ذمہ داری کس قدر زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ ضرورت ہے کہ چند سعید ارواح اٹھیں جو اس کار خیر میں خاکسار اڈیٹر نور کا ہاتھ بٹائیں

خالصہ سماچار منہ چڑاتا ہے۔ ہم نے پچھلے پرچہ میں بعض دوستوں کے متعلق شکوہ کیا۔ اس پر خالصہ سماچار اڈیٹر نور کا منہ چڑا رہا ہے۔ خالصہ سماچار نے کئی دفعہ ہمارے برخلاف سخت سے سخت لکھا۔ مگر جو نوٹ اس نے اپنے پندرہ اپریل کے پرچہ میں اڈیٹر نور کے برخلاف لکھا ہے۔ وہ اپنی سختی کی آپ ہی نظیر ہے مگر ہمیں اس کا رنج

رنج نہیں اور نہ ہی کوئی شکایت ہے۔ البتہ اپنے دوست اور بھائی سے اگر کسی کو کچھ دکھ پہنچے تو شکایت کا حرف بھی وہاں ہی لبوں پر آسکتا ہے۔ خالصہ سماچار کو کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ہمارے اندرونی معاملات میں دخل دے۔ ہاں اگر ایڈیٹر سماچار کو ایڈیٹر نور سے چھیڑ چھاڑ میں کچھ مزہ آتا ہے تو

ہووے مسلم دین مہانے ٭ مرن جیون کا بھرم چکانے

خصم کی ندریں ویس پسندی جنہیں اک کر دہا یا نبہ کر رکھے پنج کر ساتھی۔ ناؤں شیطان مت کٹ جائی یعنی اللہ تعالےٰ کو وہی مقبول ہے جو ایک کی پوجا کرتے اور تیس روزے رکھتے اور پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتے ہیں۔ خالصہ سماچار کے ایڈیٹر میں اگر کچھ زور اور بل ہے تو وہ یہ ثابت کرے کہ یہ اقوال حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے نہیں ہیں ورنہ اندرونی معاملات پر منہ چڑانا بہادروں کا شیوہ نہیں ہے۔ اگر میرے ساتھ ایک بھی مسلمان نہ رہے۔ اور تمام میرے جانی دشمن ہو جائیں اسلام کی صداقت میرے روم روم میں رچ چکی ہے۔ میرا ایک ایک بال اور روم روم سے یہ صدا نکلے گی کہ اسلام برحق ہے۔ اور حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ مسلمان تھے۔ میرے بھائی آپ نے میرے متعلق قطعی غلط اندازہ لگایا۔ میں مسلمانوں کو دیکھ کر مسلمان نہیں ہوا۔

میں زید و بکر کے لئے مسلمان نہیں ہوا۔ اگر میں عام مسلمانوں کو دیکھ کر مسلمان ہوا ہوتا۔ تو خدا کی قسم یقیناً یقیناً دوسرے روز ہی جنگل کی راہ لیتا۔ مگر میں تو پیارے اسلام کو دیکھ کر مسلمان ہوا ہوں۔ جسکا حرف حرف اور شوشہ شوشہ راست ہے۔ جو آج اس نیلگوں آسمان کے نیچے اور اس فرش زمیں پر اکمل اتم اور اعلیٰ اور احسن مذہب ہے۔ وہ مذہب جس کے متعلق حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ یہ کہتا ہے۔

ہووے مسلم دین مہانے
مرن جیون کا بھرم چکانے

وہ بےنظیر کتاب قرآن شریف جس کی پاکیزگی اور پوترتائی اور قدسیت کو دیکھکر حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں

تیئے حرف قرآن دے تیہ سپارے تکین
تسو چ بند نصیحتاں سن کر کرو یقین

سو میں تو ایسے اسلام پر فریفتہ اور گرویدہ ہوا ہوں۔ باقی رہی زید و بکر کی طرف سے ابتلا سو یہ ابتلا بھی مومن کے لئے حسنات دارین کا موجب بن جاتے ہیں۔ اگر وہ پہلے لوہا ہوتا تو اس ابتلا کی بھٹی میں پڑ کر فولاد بن جاتا ہے۔ اگر وہ پہلے سونا ہوتا ہے تو اس ابتلا کی بھٹی میں پڑ کر کندن ہو جاتا ہے۔ میں زید و بکر کے لئے مسلمان نہیں ہوا۔ میں پیارے اسلام کے لئے مسلمان ہوا ہوں جسکا نورانی چہرہ ایک حق و حکمت کی متلاشی کو ایک ہی نظر میں گھائل کرنے کیلئے کافی ہے

خالصہ سماچار کے ایڈیٹر سے ایک سوال

ہم خالصہ سماچار کے ہمہ دان ایڈیٹر سے ایک سوال کرتے ہیں کہ آپ کے نزدیک شری گورو نانک دیو اور شری گورو گوبند سنگھ صاحب میں کیا فرق ہے۔ یہ دونوں ایک روپ ہیں یا الگ۔ اگر الگ الگ ہیں تو دوسرے گورو صاحبان کے اقوال میں شری گورو نانک دیو جی کا اسم مبارک کیوں ہے۔ یعنی ایک قول جو دراصل دوسرے یا تیسرے گورو صاحب کا ہے۔ مگر وہ گرنتھ میں شری گورو نانک دیو جی مہاراج کی طرف کیوں منسوب کیا گیا ہے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ درحقیقت آپ کے نزدیک دسوں گورو صاحبان ایک ہی روپ تھے۔ تو اگر کوئی شخص ایک گورو کے شلوک کو دوسرے گورو کی طرف منسوب کرے تو بتلاؤ ازروئے سکھ دھرم آپ اس پر کیوں اور کیسے اعتراض کر سکتے ہیں۔ امید کہ خالصہ سماچار کا ہمہ دان اڈیٹر اس سوال کا معقول جواب دیکر اصلیت کو ظاہر کر دے گا۔

ترقی اسلام کے فنڈ کیطرف توجہ کرو۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے قلب میں جو تڑپ اشاعت اسلام کے لئے ہے۔ وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں پچھلے سال سترہ ہزار روپیہ صرف اشاعت اسلام پر ہی خرچ ہوا۔ اس وقت ولایت میں اشاعت اسلام کا کام شروع ہے۔ حیدرآباد دکن میں مفتی صاحب اور حافظ صاحب تن دہی سے کام کر رہے ہیں بنگال میں کام زوروں پر ہے ماریشس میں ابھی ایک مشنری بھیجا گیا ہے قرآن شریف کا انگریزی اور اردو ترجمہ ایسے عظیم الشان کام کا سوال بھی درپیش ہے۔ قرآن شریف کا اردو اور انگریزی ترجمہ سرگرمی سے ہو رہا ہے۔ جو امید کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ہی پریس میں چھپنے کے لئے بھیج دیا جائیگا راجپوتانہ اور سندھ میں اشاعت اسلام کے سوال سے بھی حضور پرنور بے فکر نہیں ہیں میں چاہتا ہوں کہ دوست فراخ دلی کے ساتھ اشاعت اسلام کے اس عظیم مقصد اور کار خیر میں حصہ لیں۔ آج اشاعت اسلام سے بڑھ کر دنیا میں اور کوئی مسلمانوں کے سامنے عظیم مقصد نہیں ہے۔ اس وقت عیسائی سوسائٹی آریوں سکھوں غرضیکہ دنیا کے کل مذاہب کا اسلام نشانہ بن رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم اپنے پاؤں کے بل اٹھیں۔ اور اللہ اکبر کی منادی سے جنگلوں اور شہروں کو روحانی برکات سے آباد و شاداب کریں۔ ضرورت ہے کہ نور کے خریدار ترقی اسلام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ میرا منشاء اپنے کسی آئندہ اشو میں اس پر ایک مبسوط آرٹیکل لکھنے کا ہے۔ خدا مجھے توفیق دے۔

نور کے ساتھ عملی محبت رکھنے والے درکار ہیں

نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے پیارے اسلام کی بجا آوری خدمت پر کمر بستہ ہے وہ نور کے خریداروں سے پوشیدہ نہیں ہوگا سکھوں اور آریوں میں نور کے کام کے لئے آج بفضل ایزدی دوست و دشمن یکساں رطب الاسان ہیں۔ ایسے مہتم بالشان اسلامی پرچہ کی اعانت کرنا گویا اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہیں۔ اگر ہر ایک دوست زیادہ نہیں تو کم از کم نور کے لئے ایک ایک دو خریدار دیدیں تو بس نور کی توسیع اشاعت کا سوال ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی طے ہو سکتا ہے۔

میں برادرم مکرم محمد اکبر خان کا تہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے اس ضروری اور اہم کام میں عملی ہاتھ بٹایا۔ جزاک اللہ فی الدارین

ایک یا دو خریداروں کا پیدا کرنا کچھ بھی مشکل نہیں ہے صرف تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے وہ نور کے کون سے خریدار ہوں گے جن کے ایک دو دوست نہ ہوں۔ اور پھر وہ کون سے دوست ہونگے۔ جنہیں نور کی خریداری کے لئے کہا جاوے۔ اور وہ انکار کر دیں۔ صرف تھوڑی سی توجہ ہی کی ضرورت ہے

منشی رام لاثانی گرنتھی کی لاثانی ٹر

لاہور سے آریوں کا ایک گورمکھی پرچہ پنجابی سورما نامی نکلتا ہے جسکا مقصد دوسروں کو گالیاں نکالنا ہے۔ ۱۴۔ اپریل کے پنجابی سورما میں پنڈت منشی رام لاثانی گرنتھی کا ایک مضمون چھپا ہے جسے ایڈیٹر نے لیڈر میں جگہ دی ہے لاثانی گرنتھی صاحب سچ اور حقیقت پر پردہ ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

"پچھلے سال دی گل ہے کہ جد اساں نے آریہ سماج قادیاں دے سالانہ جلسہ پر گورو صاحبان ویدک دہرمی ہندو سنتھے دے مضمون پر لیکچر دتا سی۔ اس وقت بھی ساڈی متر ایڈیٹر نور نے اپنے مکان پر راتری نوں ساڈے لیکچر دے جواب وچ کہ گورو نانک جی مسلمان سن ایک لیکچر دتا سی۔ نال تاں اس وقت اپنے لیکچر وچ سانوں بلایا تے نا ہیں روپ روکت مضمون پر اوہ ساڈے پاس چرچا کرنے واسطے آئے"

اول یہ بات کہ پنڈت منشی رام صاحب لاثانی گرنتھی کا یہ لکھنا کہ اس کے لیکچر کے بعد راتکو ہم نے اپنے مکان پر یہ لیکچر دیا کہ باوا نانک صاحب مسلمان تھے۔ یہ بالکل خلاف واقعہ ہے میں نے اپنے مکان پر کوئی لیکچر نہیں دیا۔ دوم لاثانی گرنتھی صاحب کا یہ کہنا کہ ایڈیٹر نور ہمارے لیکچر میں مباحثہ کرنے کے لئے نہیں آیا۔ یہ بھی امر خلاف واقعہ ہے آپ کے لیکچر کے بعد میں نے فوراً ہی کھڑے ہو کر للکارا۔ کہ آپ مجھے صرف پانچ منٹ دیں۔ میں لیکچرار صاحب کا تمام تار پود ادھیڑنے کے لئے تیار ہوں۔ مگر پانچ منٹ کیا کسی نے ایک منٹ بھی نہ دیا۔ اگر آپ بھول گئے ہوں تو لاہور میں اپنے دوست مسٹر کرشن ایڈیٹر پرکاش سے پوچھ لیں اگر اس سے دریافت کرنے میں کچھ عار ہو تو ایک پیسہ کا کارڈ لکھکر منتری آریہ سماج قادیاں سے دریافت کریں

لاثانی گرنتھی صاحب پہلے اپنی پوزیشن صاف کریں

لاثانی گرنتھی صاحب نے اپنے مضمون مورخہ ۱۴۔ اپریل ۱۹۱۵ء کے پنجابی سورما میں یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ باوا صاحب ویدوں اور ہندو عقائد کے قائل تھے اگرچہ آپ کو باوا صاحب کا کوئی شلوک اور قول درج کرنے کی جرأت نہیں ہوئی ہے مگر چند ماہ ہوئے پرکاش میں لاثانی گرنتھی صاحب کے طول طویل مضامین شائع ہوتے رہے ہیں۔ کہ گورو صاحبان ہندو مذہب کے عقائد کا کھنڈن کرتے رہے۔ چنانچہ اس پہلو کو مضبوط کرنے کے لئے آپ نے گورو صاحبان کے بہت سے اقوال بھی جو انہوں نے ہندو عقائد کے برخلاف درج کئے اب ہم نہیں سمجھ سکتے کہ لاثانی گرنتھی صاحب کی پہلی بات کو درست سمجھیں یا دوسری کو۔ لاثانی گرنتھی صاحب پہلے اپنی پوزیشن صاف کریں پھر اس بحث کے میدان میں اترنے کی جسارت کریں۔

دوست کیا کہتے ہیں۔ برادرم محمد صدیق صاحب میرٹھ سے لکھتے ہیں کہ آریہ دھرم کا پول جو حضور کی جدید تصنیف ہے آریہ دوستوں میں مفت تقسیم کرنے کی غرض سے ایک روپیہ کے چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ جناب جلد روانہ فرما کر مشکوری کا موقع بخشیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ساعی جمیلہ کا نیک ثمرہ عطا فرماوے آپ واقعی وہ کام کر رہے ہیں جو ایک جماعت سے بھی ہونا مشکل تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ آپ کو عطا فرماوے گا۔

رگ وید بہاش پر سرسری نظر۔ سوامی دیانند صاحب کے رگ وید بہاش پر کمال محققانہ بحث کی گئی ہے سائنا چاریا اور دیگر مغربی اور مشرقی علماء وید کے مقابلہ میں سوامی صاحب کے بہاش میں فرق عظیم دکھلایا گیا ہے جہاں مغربی اور مشرقی علماء وید کے تراجم قطعی ملتے جلتے ہیں وہاں سوامی دیانند صاحب کے ترجمہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اگنی کی جگہ خواہ مخواہ اُڈن کھٹولا اور تار برقی وغیرہ کا ترجمہ کیا گیا ہے جس کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سوامی صاحب نے وید کے ترجمہ کی بجائے صرف اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ یہ مفید ٹریکٹ لکھا جا رہا ہے۔ امید کہ بہت جلد چھپ جائے گا۔

آریوں سکھوں عیسائیوں میں اشاعتِ اسلام کے لئے نور بک ڈپو کی نہایت مفید کتابیں

سوانحعمری حضرت باوانانک رح یہ اُس ولی اللہ کی سوانح عمری ہے جس نے آج سے چار صدی پہلے ہندؤں کے گھر پیدا ہو کر ہندو مذہب کے کل عقائد باطلہ کا رد کر کے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا نعرہ بلند کیا اور اپنی حال و قال سے ظاہر کر دیا کہ اسوقت اگر کوئی اس نیلگوں آسمان کے نیچے سچا مذہب ہے تو وہ صرف اسلام ہی ہے شروع پیدائش ہی لیکر تادم آخر اس ولی اللہ کے صحیح حالات سکھ صاحبان کی نہایت ہی معتبر کتابوں کے حوالجات سے قلمبند کئے گئے ہیں۔ کتاب کیا ہے صداقت کا آئینہ۔ معرفت کا دریا۔ روحانیت کا چشمہ اسلام کا نور۔ اس وقت اس ولی اللہ کے کروڑہا نام لیوا ہیں جو ایک یا دوسری وجہ سے اُس خدا کے پیارے بھگت کی تعلیم سے دور جا رہے ہیں ضرورت ہے کہ خدا کے نام اور دین کی منادی کرنے والے چند ہی خواہ اٹھیں جو کثرت سے اس مفید ترین کتاب کو سکھوں اور نانک پنتھیوں میں تقسیم کر دیں امید کہ انشاء اللہ ہفتہ عشرہ تک کتاب چھپکر آجائیگی۔ ۱۸×۲۲ کے سائز پر ۲۲۵ صفحہ کی ضخیم کتاب ہے لکھائی چھپائی نہایت ہی اعلیٰ کاغذ عمدہ قیمت ۱۲ر جنکی درخواستیں چھپنے سے پہلے پہلے آجائینگی اُنسے فی ۸ر۔ جلدی کیجئے آج ہی ڈاکخانہ میں پوسٹ کارڈ ڈالدیجئے پھر یہ موقع ہاتھ نہیں آئیگا۔

قدیم ہندوستان کی روحانی تعلیم اس بےنظیر کتاب کی نسبت حضرت حاجی حکیم مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے کتاب ہندوستان کی روحانی تعلیم کو کمال دلچسپی سے پڑھا مجھے بہت ہی پسند آئی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے مجھے بہت ہی خوشی حاصل ہوئی۔ کتاب بہت ہی دلچسپ ہے دستخط۔ نورالدین (خلیفۃ المسیح اوّل) علاوہ بریں ہندوستان کے چیدہ چیدہ اخبارات نے اسپر بہت ہی عمدہ ریویوز کئے ہیں مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے سے پہلے ہندوستان کی رُوحانی۔ تمدنی ملکی۔ مجلسی حالت کا ہو بہو فوٹو وید رامائن مہابھارت کا ہو بہو عکس ہی قیمت صرف آٹھ آنے۔

آریہ دھرم کا پول یہ وہی بےنظیر مختصر اور جامع کتاب ہے جو ہو بہو آریہ سماج کی کل مسلمہ اور مستند کتابوں کا ہو بہو فوٹو اور پول ہے اول سنہ ۱۹۱۱ء میں اس کا پہلا اڈیشن چھپا اور اب پھر دوبارہ کمال صحت اور عمدگی کے ساتھ دوسرا اڈیشن طبع ہوا ہی اس بےنظیر کتاب کی خوبی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ ایک معزز و مکرم سکھ سردار نے ۳۰۰ کاپیاں خرید فرما کر اپنے دوستوں میں مفت بطور تحفہ تقسیم کی ہیں قیمت صرف ۱ر دوستوں کو چاہیئے کہ ایسی بےنظیر کتاب کو دفتر نور سے خرید کر آریہ دوستوں میں مفت تقسیم کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔

چھوگ مہدی وال پنجابی لوگوں میں سلسلہ کی تبلیغ کرنے کے لئے ایک بےنظیر کتاب ہے یہ وہ شہرۂ آفاق کتاب ہے آج جس کا گھر گھر چرچہ ہے اور جس کا پہلا اڈیشن ہاتھوں ہاتھ بک گیا اور اب دوسرا اڈیشن کمال صحت عمدہ خط اور عمدہ چھپائی کے ساتھ طبع ہوا ہے پنجابی نظم کمال کی دلکش اور دلربا ہے قیمت صرف ۳ر پون آنہ

سو منگلا ایک مذہبی دلچسپ اور پر لطف ناول جس میں روح اور مادہ کی ازلیت اور ابدیت کا کھنڈن۔ ردّ تناسخ کی خوفناک سے خوفناک برائیاں۔ تناسخ کے شرمناک سے شرمناک نتائج کو ایسے کمال دل سوز پیرایہ میں دکھلایا گیا ہے جسکو پڑھکر سنگدل سے سنگدل انسان کی آنکھوں میں بھی آنسو ڈبڈبا آتے ہیں۔ طرز تحریر ایسا دلربا کہ ایک پرائمری کا طالبعلم بھی لیکر بیٹھے تو بغیر ختم کئے چین نہیں آتا۔ قیمت صرف ۲ر۔ بہت تھوڑی ہی جلدیں باقی رہ گئی ہیں۔

ثبوت واجب الوجود ہستی باری تعالےٰ پر ایک دہریہ کے سخت اعتراضوں کا بدلائل عقلی نہایت لطیف فلسفیانہ و منطقیانہ عام فہم سلیس اُردو میں بحوالہ قانون قدرت نرالی طرز کا دلچسپ جواب جو مقبول عام ہُوا ہے قیمت ۶ر

تدبیر اس وہم کو ملک سے دور کرنے کیلئے کہ تدبیر اور کوشش ہمّت سے کچھ نہیں ہو سکتا بحث تدبیر تقدیر و توکل کو بطور ناول سوال و جواب کے سلیس اُردو میں لکھا ہے۔ اور جملہ اعتراضات جو اس ادق مسئلہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ بطریق فلسفیانہ حل کر کے فوائد تدبیر و نقصانات چھوڑنے تدبیر کو مدلل اور دلچسپ پیرایہ میں دکھایا گیا ہے۔ اور بحث نہایت عجیب اور قابل دید ہے۔ قیمت ۶ر